(S_2002_4_448_452)

سپریم کورٹ رپورٹس (2002) SUPP. 4 ایس سی آر

# ریاست تری پورہ و دیگر

بنام

# روپ چند داس و دیگران

3 دسمبر، 2002

[ڈوریسوامی راجو اور شیوراج وی۔ پاٹل، جسٹسز]

حصول اراضی کا قانون، 1894؛ دفعہ 28-اے :

حصول اراضی-معاوضہ-ایک سے زائد فیصلے-بعد کے فیصلہ کے خلاف معاوضے کے از سر نو تعین کے لیے دائر درخواست-حصول اراضی کے کلکٹر کی طرف سے مسترد کر دیا گیا، جس میں وقت کی حد کا حساب اسی زمین کے سلسلے میں پہلے فیصلے سے لگایا گیا تھا۔عدالت عالیہ کی طرف سے تبدیل کر دیا گیا-اپیل فیصلہ : چونکہ قانون کے دفعات کسی ایسے فیصلے کے خلاف معاوضہ کی دوبارہ تعیین کے لیے درخواست دائر کرنے کی اجازت دیتے ہیں جو درخواست دہندہ کے لیے کوئی پابندی نہیں لگاتا کہ وہ کسی خاص فیصلے کے خلاف ہی درخواست دے سکتا ہے جب ایک سے زیادہ فیصلے کیے گئے ہوں۔معاوضہ کی دوبارہ تعیین کے لیے درخواست بعد کے فیصلے کے خلاف دائر کی جا سکتی ہے اور وقت کی حد کا حساب اسی کے مطابق لگایا جائے گا۔

ان اپیلوں میں جو قانونی سوال پیدا ہوا وہ یہ تھا کہ جب بحوالہ عدالت نے ایک ہی نوٹیفکیشن کے تحت شامل زمینوں کے بارے میں مختلف تاریخوں پر ایک سے زیادہ فیصلے صادر کیے ہوں، تو دفعہ 28-اے کے تحت معاوضہ کی دوبارہ تعیین کے لیے درخواست دائر کرنے کی تین ماہ کی مدت کا حساب لگانے کے لیے کیا صرف پہلے فیصلے کی تاریخ ہی متعلقہ ہوگی اور بعد یا آخری فیصلے کی تاریخ نہیں؟

سوال کا منفی جواب دیتے ہوئے عدالت نے:

فیصلہ: حصول اراضی کے قانون کی دفعہ 28-اے کے بعد کے حصے میں یہ شرط عائد کی گئی ہے کہ فیصلہ دہندہ کو ادا کیے جانے والے معاوضے کی رقم عدالت کی طرف سے دی گئی معاوضے کی رقم کی بنیاد پر دوبارہ طے کی جا سکتی ہے اور اس طرح کی درخواست کرنے والے شخص پر انتخاب چھوڑ دیتا ہے، اس طرح کے شخص کی پسند کے علاقے کو کسی ایک یا دوسرے فیصلہ تک محدود کیے بغیر، حالانکہ اس کا فائدہ صرف ایک بار اٹھایا جا سکتا ہے اور اتنی بار نہیں جتنی بار اتنے فیصلہ ہوتے ہیں۔ ان حالات میں، حصول اراضی کے افسر کی یہ استدلال کہ ایکٹ کے دفعہ 28-اے میں طے شدہ تین ماہ کی مدت کا حساب لگانے کے مقاصد کے لیے، ابتدائی فیصلہ کی تاریخ متعلقہ ہوگی اور اس کے بعد یا تازہ ترین نہیں، عدالت عالیہ نے صحیح طور پر مسترد کر دیا تھا۔(D-E-450؛C-451)

یونین آف انڈیا و دیگر بنام پردیپ کماری اور دیگران، (1995) 2 ایس سی سی 736 اور جوس انتونیو کروز ڈاس آر۔ روڈریکیز و دیگر بنام حصول اراضی کے کلکٹر و دیگر، [1996] 6 ایس سی سی 746، پر انحصار کیا۔

یونین آف انڈیا و دیگر بنام ہنسولی دیوی اور دیگران، (2002) 7 ایس سی سی 273، کا حوالہ دیا گیا۔

دیوانی اپیلیٹ دائرہ اختیار فیصلہ: دیوانی اپیل نمبر 3515 آف 1997۔

1997 کے سی آر نمبر 12 میں گوہاٹی عدالت عالیہ کے مورخہ 21.1.1997 کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل کنندہ گاں کی طرف سے گوپال سنگھ، نوین پرکاش اور راہول سنگھ۔

سی اے 3516 / 1997 میں جواب دہندہ سابق فریق کے لیے۔

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا:

جسٹس راجو۔ ان دونوں اپیلوں میں قانون کے مشترکہ اور ایک جیسے سوالات شامل ہیں اور ان سے مل کر نمٹا جاتا ہے۔ 1997 کے سی اے نمبر 3515 میں، چیلنج گوہاٹی عدالت عالیہ، اگرتلہ بینچ کے 1997 کے سول رول نمبر 12 میں دیے گئے 21.1.97 کے فیصلے کو ہے، جہاں عدالت عالیہ کے تحت، 1997 کے سول رول 10 میں دیے گئے پہلے فیصلے کو لاگو کرتے ہوئے، حصول اراضی کے کلکٹر کے 18.9.96 کے حکم کو کالعدم قرار دیتے ہوئے، مذکورہ کلکٹر کو ہدایت دی گئی کہ وہ حصول اراضی کے قانون، 1894 (جسے اس کے بعد "ایکٹ" کہا گیا ہے) کی دفعہ 28-اے کے تحت جواب دہندہ- زمینداروں کی طرف سے دائر درخواستوں پر خوبیوں اور قانون کے مطابق غور کرے۔ انہیں اس کے لیے مقرر کردہ حد کی مدت کے اندر ہونا۔ سی اے میں اپیل زیر نمبر 3516/1997 میں 1997 کے سول رول 10 مورخہ 21.1.97 میں مذکورہ بالا سابقہ فیصلے کے خلاف ہے۔

جہاں تک کیس نمبر سی اے 3515 / 1997 کا تعلق ہے، ریفرنس کورٹ کے فیصلے مورخہ 19.9.94 کو مقدمات نمبر Miscellaneous L.A. 29 / 92 اور 30 / 92 میں دیے گئے فیصلے کی بنیاد پر، جواب دہندگان نے 16.12.94 کو ایک درخواست دائر کی جس میں ایکٹ کی دفعہ 28-A کے تحت اپنی زمینوں کے معاوضے کی از سرِ نو تعیین کا مطالبہ کیا گیا۔ لینڈ ایکوزیشن کلیکٹر نے 18.9.96 کو اپنے حکم نامے میں اس دعوے کو مسترد کر دیا، اس بنیاد پر کہ یہ درخواست مقررہ مدت تین ماہ کے اندر دائر نہیں کی گئی تھی۔ کلیکٹر کے مطابق، حدِ زمانی کا حساب 25.5.94 سے لگایا جانا چاہیے تھا، جو کہ اسی نوٹیفکیشن کے تحت سیکشن 4(1) کے تحت حاصل شدہ زمینوں کے لیے ریفرنس کورٹ کا پہلا فیصلہ تھا، نہ کہ ریفرنس کورٹ کے بعد یا تازہ ترین فیصلوں کے حوالے سے۔

جہاں تک 1997 کے سی اے نمبر 3515 کا تعلق ہے، معاملہ نمبر متفرق ایل اے 29/92 اور 30/ 92 میں بحوالہ عدالت کے 19.9.94 کے فیصلے پر انحصار کرتے ہوئے، جواب دہندگان نے

16.12.94 کو دائر کی گئی درخواست کے ذریعے اپنی زمین کے از سر نو تعین کے لیے درخواست کی درخواست کی۔ ایکٹ حصول اراضی کے کلکٹر نے اپنے حکم مورخہ 18.9.96 کے ذریعے اس دعوے کو مسترد کر دیا کہ یہ تین ماہ کی مقررہ مدت کے اندر دائر نہیں کیا گیا تھا کیونکہ کلکٹر کے مطابق، حد کی مدت 25.5.94 سے شمار کی جانی تھی، اسی زمین کے سلسلے میں بحوالہ عدالت کا ایک سابقہ۔ فیصلہ تھا جس کا احاطہ نہیں کیا گیا تھا اور ایکٹ 4 کے تحت نہیں تھا۔ بحوالہ عدالت کے تازہ ترین یا بعد کے فیصلے کا حوالہ۔ جہاں تک 1997 کے سی اے 3516 میں اپیل کا تعلق ہے، حصول اراضی کے کلکٹر کو زمین کے مالکان نے ایکٹ کے دفعہ 28-A کا استعمال کرتے ہوئے ان کی زمینوں کے معاوضے کے از سر نو تعین کے لیے دائر کیا تھا، جس میں 5.5.94 کو بحوالہ عدالت کے ایک فیصلے کے حوالے سے جو کہ 5.5.94 کو کیے گئے کیسز اور 1997 - 1997 کے مقدمہ کے حوالے سے معاملہ دائر کیا گیا تھا۔ متفرق مقدمات نمبر 40، 41، 45 اور 46 / 1992 میں 8.6.94۔ درخواست 1.8.94 کو دائر کی گئی تھی۔ لیکن حصول اراضی کے کلکٹر نے اپنے حکم مورخہ 18.9.96 کے ذریعے اس بات کو مسترد کر دیا کہ ایکٹ کے دفعہ 4(1) کے تحت اسی نوٹیفکیشن کے تحت آنے والی زمینوں کے سلسلے میں، متفرق معاملے، 97، 334، 334 اور 21.12.93 کو بحوالہ عدالت کی طرف سے پہلے ہی منظور کیا گیا تھا۔ 44 / 1992 اور یہ کہ حد کی مدت کا حساب فیصلوں کی ابتدائی تاریخ سے کیا جانا ہے، جو اس معاملے میں، کلکٹر کے مطابق، 21.12.93 کو تھا۔ اردو میں ترجمہ کریں۔

یہ حقیقت کہ اگر تازہ ترین فیصلوں کو مدنظر رکھا جائے تو ایکٹ کی دفعہ 28-اے کے تحت کیا گیا دعوی وقت کے اندر ہے، تنازعہ میں نہیں ہے اور حصول اراضی کے کلکٹر نے خود اس پہلو کو دیکھا ہے۔ لیکن ان کی رائے کے پیش نظر کہ بحوالہ عدالت کے فیصلوں میں سے جب ایک ہی نوٹیفکیشن کے تحت آنے والی زمینوں کے سلسلے میں مختلف تاریخوں پر ایک سے زائد منظور شدہ فیصلوں دستیاب ہوتے ہیں، تو ایکٹ کے دفعہ 28-اے میں طے شدہ تین ماہ کی مدت کا حساب لگانے کے مقاصد کے لیے، ابتدائی فیصلوں کی تاریخ متعلقہ ہوگی نہ کہ بعد کے یا تازہ ترین، دعووں کو مسترد کر دیا گیا۔ یہ حصول اراضی کے کلکٹر کا یہی استدلال تھا جو یونین آف انڈیا و دیگر بنام پردیپ کماری اور دیگران، [1995] 2 ایس سی سی 736 میں اس عدالت کے فیصلے کی روشنی میں، ہمارے خیال میں بھی، عدالت عالیہ کی منظوری پر پورا نہیں اترا۔

دونوں طرف سے پیش ہونے والے فاضل وکیل نے سنا، جس نے عدالت عالیہ کے سامنے متعلقہ فریقین کے لیے اٹھائے گئے موقف کا اعادہ کیا۔ اس عدالت نے پردیپ کماری اور دیگران (اوپر دیے گئے) کے فیصلے میں واضح طور پر کہا کہ" ایکٹ کی دفعہ 28-اے کے تحت درخواست دینے کا حق عدالت کے فیصلے سے پیدا ہوتا ہے جس کی بنیاد پر درخواست دینے والا شخص معاوضے کے از سر نو تعین کا مطالبہ کر رہا ہے۔ توضیع 28-اے کی ذیلی توضیع (1) میں اس بات کی نشاندہی کرنے کے لیے کچھ بھی نہیں ہے کہ یہ حق توضیع 28-اے کے نافذ ہونے کے بعد عدالت کی طرف سے دیے گئے ابتدائی فیصلے کے سلسلے میں محدود ہے۔ اس طرح کے الفاظ کو متعارف کرانے کے خلاف کوئی بھی تعمیر، جو اسی شق میں کندہ نہیں پائی جاتی ہے، شق کے طول و عرض کو کم کرنے کے مترادف ہوگی جس کے نتیجے میں عطا کردہ فائدے کو عملی طور پر محدود کیا جاتا ہے، خاص طور پر ایک فائدہ مند شق جو عام طور پر عدالتی تشریح کے ذریعہ جائز نہیں ہے۔ اس میں یہ بھی قرار دیا گیا تھا کہ دفعہ 28-اے کے الفاظ میں ایسا کچھ نہیں ہے جس سے یہ ظاہر ہو کہ مقننہ اس کے تحت کوئی ایسا محدود فائدہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے جس میں: اس کے بعد کے فیصلہ کی بنیاد پر زائد رقم کے فائدے سے انکار کرنے کا ناگزیر نتیجہ، ایسی تشریح جو دفعہ 28-اے کے فائدے کو سیریز کے پہلے فیصلہ تک محدود کر دے اور وقت کے ساتھ ساتھ، معاوضے کی ادائیگی میں عدم مساوات کو برقرار رکھنے میں بھی زائد نتیجہ خیز سمجھی گئی، جسے مقننہ خاص طور پر شق 28-اے میں لفظ" فیصلہ" کو اس کا فطری معنی دے کر بہتر طریقے سے پورا کرے گا اور حاصل کرے گا، جس کا مطلب حصہ III کے تحت عدالت کی طرف سے دیے گئے فیصلہ (فیصلوں) میں سے کوئی ایک ہے۔ دفعہ 28-اے کے نافذ ہونے کے بعد۔ اس کے علاوہ، ہمارے خیال میں، یہاں تک کہ دفعہ 28-اے کے بعد کے حصے میں بھی، جس میں کہا گیا ہے کہ" یہ ضروری ہے کہ عدالت کی طرف سے دی گئی معاوضے کی رقم کی بنیاد پر انہیں ادا کیے جانے والے معاوضے کی رقم کا دوبارہ تعین کیا جا سکے"، انتخاب اس شخص پر چھوڑ دیتا ہے جو اس طرح کی درخواست دوبارہ تعین کے لیے کرتا ہے، اس طرح کے شخص کی پسند کے علاقے کو کسی ایک یا دوسرے تک محدود یا محدود کیے بغیر، حالانکہ اس کا فائدہ صرف ایک بار اٹھایا جا سکتا ہے اور اتنی بار نہیں جتنا کہ بہت سے فیصلوں ہیں۔

پردیپ کماری اور دیگران (اوپر) میں اس عدالت کے تین فاضل ججوں کی بنچ کی طرف سے مقرر کردہ اصولوں کی پیروی تین فاضل ججوں کی بنچ کے ایک اور فیصلے میں بھی کی گئی جس میں جوسس انتونیو کروز ڈاس آر۔ روڈریگیز و دیگر بنام حصول اراضی کے کلکٹر و دیگر، [1996] 6ایس سی سی 746، نے اس کے تحت مشاہدہ کیا:

"4۔ اب ہم مقدمے کے قانون کا حوالہ دے سکتے ہیں۔ بابو رام بنام ریاست یو پی میں اس عدالت کی دو ججوں کی بنچ نے اس عین سوال کو نمٹا اور فیصلہ دیا کہ حد معیاد ایکٹ کی دفعہ 18 کے تحت حوالہ پر دیے گئے پہلے فیصلہ کی تاریخ سے چلنا شروع ہو جاتی ہے، اور لگاتار فیصلوں حد کی مدت کو نہیں بچا سکتے۔ رپورٹر کے پیرا گراف 19 اور 20 کے ذریعے۔ اس نظریے کو یونین آف انڈیا بنام کرنیل سنگھ میں اسی بنچ نے دہرایا تھا جس میں اس عدالت نے فیصلہ دیا تھا کہ معاوضے کے از سر نو تعین کی درخواست کے لیے تین ماہ کی حد کا حساب سول عدالت کے ذریعے دیے گئے ابتدائی فیصلے کی تاریخ سے لگایا جانا چاہیے، نہ کہ اپیلٹ عدالت کے ذریعے دیے گئے فیصلے سے۔ اس کے بعد یونین آف بھارت بمقابلہ پردیپ کماری میں تین ججوں کی بنچ کا فیصلہ آیا جس میں یہ فیصلہ دیا گیا کہ دفعہ 28-اے کے تحت فائدہ بحوالہ عدالت کے فیصلے کی تاریخ سے تین ماہ کے اندر حاصل کیا جا سکتا ہے جس کی بنیاد پر از سر نو تعین طلب کیا گیا ہے۔ بابو رام 1 اور کرنیل سنگھ 2 کے معاملے میں پہلے دو فیصلوں کو اس محدود سوال پر مسترد کر دیا گیا تھا کہ انہوں نے قانون میں دفعہ 28-اے متعارف کرانے کے بعد قانون کی دفعہ 18 کے تحت عدالت کی طرف سے دیے گئے جلد از جلد فیصلے تک از سر نو تعین کے حق کو محدود کرنے کی کوشش کی تھی۔ تاہم، اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ دفعہ 18 کے تحت عدالت کے فیصلے کی تاریخ سے حد کی مدت کا حساب اس بنیاد پر لگایا جانا چاہیے جس کی بنیاد پر از سر نو تعین طلب کیا گیا ہے۔ تسلیم شدہ طور پر، دونوں معاملات میں، دفعہ 28-اے کے تحت معاوضے کے از سر نو تعین کے لیے درخواستیں عدالت کے فیصلے کی تاریخ سے تین ماہ کی میعاد تاریخ انقضا ہونے کے کافی عرصے بعد کی گئیں جو از سر نو تعین کے مطالبے کی بنیاد تھی۔ اس لیے ہماری رائے ہے کہ عدالت عالیہ کا یہ نظریہ درست تھا کہ دونوں درخواستوں پر وقت کی پابندی تھی۔"

(زور دیا گیا)

اس پہلو پر پردیپ کماری کے معاملہ (اوپر) کی درستگی جب معاملوں کے بیچ میں آئینی بنچ کے سامنے اٹھانے کی کوشش کی گئی، بشمول یونین آف بھارت وديگر بنام ہنسولی دیوی اور دیگران [2002] 7 ایس سی سی 273 میں ہمارے سامنے کی گئی اپیلیں رپورٹ کی گئی، تو یہ مشاہدہ کیا گیا، "لیکن چونکہ یہ سوال نہ تو

موجودہ مقدمے میں دیے گئے معاملے میں فیصلہ کے تحت ہمیں بھیجا گیا ہے اور نہ ہی یہ ہاتھ میں موجود مقدمہ میں پیدا ہوتا ہے، ہم اس کا جواب دینے سے گریز کرتے ہیں۔" ان اپیلوں میں آئینی بینچ کے سامنے یہاں اپیل کنندہ گاں کی طرف سے دائر کردہ نظرثانی درخواست، یعنی 2002 کے آر پی (سی) 1437- 38 کو بھی برخاست کر دیا گیا ہے۔ مذکورہ بالا کی روشنی میں، ہم عدالت عالیہ کے احکامات کو چیلنج کرنے میں کوئی خوبی نہیں دیکھتے ہیں۔ نتیجتاً اپیلیں ناکام ہو جاتی ہیں اور مسترد ہو جاتی ہیں۔ کوئی لاگت نہیں۔

ایس۔کے۔ایس۔

اپیلیں مسترد کر دی گئیں۔



Meraj U Din Sofi
2025.06.04 15:45
I am the author of this
document